ہمارے باہمی تعلقات

Our mutual relations

حافظ محمّد ابو بکر سجاد علوی (خطیب لندن)

حامداً و مصلیاً۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اما بعد

وَاَطِیْعُوا اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْھَبَ رِیْحُکُمْ وَاصْبِرُوْا ؕ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ

اور اللہ اور اس کے رسُول کی اطاعت کرو اور آپس میں جھگڑو نہیں ورنہ تمہارے اندر کمزوری پیدا ہو جائے گی اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔ صبر اور ثابت قدمی سے کام لو، یقیناً اللہ صبر کرنے والوں (ثابت قدم رہنے والوں) کے ساتھ ہے۔ (الانفال۔46)

Obey Allah and His Messenger and do not dispute with one another, or you would be discouraged and weakened. Persevere! Surely Allah is with those who persevere. (8:46)

قرآن مجید کی یہ آیت مبارکہ باہمی تعلقات کے حوالے سے ہماری رہنمائی کرتی ہے۔

اس کے علاوہ قرآن مجید کی سورۃ الحجرات کے اندر معاشرتی آداب کو بیان کیا گیا۔ اس وجہ سے اس سورت کو سورۃ الاخلاق بھی کہا جاتا ہے۔ اس کے اندر پانچ دفعہ یاایھاالذین آمنو! فرما کر معاشرتی زندگی کے بارے میں ہدایات دی گئیں۔ اس کے علاوہ باہمی تعلقات کو خراب کرنے والی چیزوں کی بھی نشاندہی کی گئی۔ اس لحاظ سے اس سورت کا خلاصہ یہ ہے کہ الدین کلہ ادب یعنی دین سارے کا سارا ادب و احترام کا نام ہے۔ اللہ رسولؐ کا ادب، بڑوں کا ادب، آئمہ دین کا ادب، نظم کا ادب۔۔۔

اخوت کا نسخہ

معاشرتی تعلقات کی بہتری کیلئے حضرت ابی ابن کعب کی یہ نصیحت بہت قیمتی ہے کہ: کن للصغیر اباً ۔ ہر اپنے سے عمر میں چھوٹے کو اپنی اولاد کی طرح سمجھو۔ وکن للکبیر ابناً۔ ہر اپنے سے بڑی عمر والے کو اپنے والدین جیسا ادب واحترام دو۔ اور اپنے ہم عمر کو اپنے بھائیوں اور دوستوں کی طرح سمجھو۔

آداب محلس/میٹنگ

باہمی تعلقات کو بہتر بنانے کا آغاز مجلس یا باہمی گفتگو سے ہوتا ہے۔

مولانا رومیؒ نے گفتگو کے تین دروازے بتائے ہیں۔ آپؒ کہا کرتے تھے:

آپ کا کلام جب تک ان تین دروازوں سے گزر نہ جائے آپ اس وقت تک اپنا منہ نہ کھولیں

آپ اپنی گفتگو کو سب سے پہلے سچ کے دروازے سے گزاریں اپنے آپ سے پوچھیں آپ جو بولنے لگے ہیں کیا وہ سچ ہے؟

اگر اس کا جواب ہاں آئے تو پھر آپ اس کے بعد اپنے کلام کو اہمیت کے دروازے سے گزاریں. آپ اپنے آپ سے پوچھیں! آپ جو کہنے جا رہے ہیں کیا وہ ضروری ہے؟ اگر جواب ہاں آئے تو آپ اس کے بعد اپنے کلام کو مہربانی کے دروازے سے گزاریں آپ اپنے آپ سے پوچھیں! کیا آپ کے الفاظ نرم اور لہجہ مہربان ہے؟

اگر لفظ نرم اور لہجہ مہربان نہ ہو تو آپ خاموشی اختیار کریں خواہ آپ کے سینے میں کتنا ہی بڑا سچ کیوں نہ ہو اور آپ کا کلام خواہ کتنا ہی ضروری کیوں نہ ہو۔

حضرت لقمانؑ کا ایک قول مشہور ہے کہ عقلمند آدمی کی زبان اس کے دماغ کے پیچھے ہوتی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ وہ سوچتا پہلے ہے اور بولتا بعد میں ہے۔

اگر ہم کسی کو مٹھائی نہیں کھلا سکتے تو کم از کم میٹھی گفتگو تو کر سکتے ہیں۔

شاعر زہیر بن ابی سلمٰی نے زبان کی اہمیت یوں بیان کی:

؎ لسان الفتٰی نصف ونصف فوادہ

فلم یبق الّا صورۃ اللحم الدم

ترجمہ: انسانی جسم میں دو ہی اہم چیزیں ہیں۔ ایک اس کی زبان اور دوسرا اس کا دل و دماغ (سوچ، ذہن)، ان کے علاوہ باقی جسم سوائے گوشت اور خون کے کچھ نہیں۔

ایک عربی شاعر نے کیا ہی خوبصورت دعا کی:

؎ فیارب ھب لی منک حلماً فانّنی
اری الحلم لم یندب علیہ حلیم

ترجمہ: اے میرے رب مجھے تحمل اور بردباری عطا فرما کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ حلیم آدمی اپنے تحمل اور بردباری پر کبھی نادم اور شرمندہ نہیں ہوتا۔

اختلاف رائے کا احترام

اس کائنات کا حسن اختلاف رائے پر قائم ہے۔ تخلیق انسانیت کے وقت فرشتوں نے اختلاف رائے کیا۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اختلاف امتی رحمۃ۔ میری امت کا اختلاف رحمت ہے۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ آسمان میں دو فرشتے ہیں ایک سختی کرنے والا ہے ایک نرمی کرنے والا ہے اور دونوں صحیح ہیں۔ یعنی جبرائیل اور میکائیل (علیہما السلام)۔ پھر فرمایا کہ دو نبی ہیں ایک سختی کرنے والا ہے ایک نرمی کرنے والا ہے اور دونوں صحیح ہیں۔ یعنی ابراہیم (علیہ السلام) اور نوح (علیہ السلام)۔ پھر فرمایا کہ میرے دو ساتھی ہیں ان میں سے ایک نرمی کا حکم کرتا ہے اور دوسرا سختی کا حکم کرتا ہے اور دونوں صحیح ہیں۔ اور آپؐ نے ابو بکرؓ اور عمرؓ کا ذکر فرمایا۔ (طبرانی)

البتہ اختلاف رائے تہذیب کے دائرے میں ہونی چاہئے۔ اپنی رائے پر اصرار کرنا، بد اخلاقی کرنا، ذاتی جملے استعمال کرنا، آوازیں کسنا کسی صورت زیب نہیں دیتا۔ آدمی اگر یہ سمجھے کہ میری رائے پر اصرار سے فتنہ و فساد کا خطرہ ہے تو اپنی رائے کی قربانی دے دے۔

بعض دفعہ اجتماعی فیصلوں کیلئے انفرادی رائے کی قربانی دینی پڑتی ہے۔

حدیث مبارکہ کے اندر آتا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: انا زعیم ببیت فی ربض الجنۃ لمن ترک المراء وان کان محقاً۔ میں اس شخص کو جنت کے قریب گھر کی ضمانت دیتا ہوں جو جھگڑے کو چھوڑ دیتا ہے اگرچہ حق پر ہی کیوں نہ ہو۔

میل ملاقات اور رابطہ رکھنا

باہمی تعلقات کو قائم رکھنے کیلئے ضروری ہے کہ ایک دوسرے سے رابطہ رکھا جائے۔ایک دوسرے کی غمی،خوشی میں شرکت کی جائے۔

حضور ﷺ نے ہجرت کے بعد پہلی ہدایات یہ دیں: یا ایها الناس افشو السلام و اطعمو الطعام و صلو الارحام و صلو والناس نیام تدخلو الجنته بسلام۔۔

اے لوگو سلام کو پھیلاؤ،کھانے کھلاؤ،صلہ رحمی یعنی رشتے ناطے قائم رکھو،اس وقت نماز پڑھو جب لوگ سو رہے ہوتے ہیں (یعنی تہجد کا اہتمام کرو)اگر تم یہ اعمال کروگے تو سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

صاف دلی

چار خصلتیں انسان کے اخلاق و کردار کو نکھارتی ہیں: ٹھنڈا دماغ۔ اچھی اور مثبت گفتگو۔ نرم دلی۔ ادب و احترام

حضور ﷺ مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ فرمایا کہ ابھی جو شخص ہمارے پاس داخل ہو گا یہ جنتی ہے۔ایک صحابی کو شوق ہوا کہ میں دیکھوں کہ یہ شخص کون سا عمل کرتا ہے کہ اس کے بارے میں اتنی بڑی بشارت دی گئی ہے۔کئی روز مشاہدے کے بعد بھی کوئی خاص عمل نظر نہ آیا تو اس سے پوچھ لیا۔اس شخص نے جواب دیا کہ اور تو کوئی خاص عمل نہیں کرتا ہاں ایک بات ہے کہ میں ہر روز سونے سے پہلے اپنے دل کو صاف کر کے سوتا ہوں،کسی کے بارے میں نفرت اور بغض نہیں رکھتا شاید یہ عمل اللہ کو پسند ہو۔

ایک حدیث مبارکہ کے اندر آتا ہے کہ شب براءت کی رات اللہ تعالیٰ اتنے لوگوں کی مغفرت فرماتے ہیں جتنے قبیلہ بنو کلب کی بکریوں کے جسم پر بال ہیں لیکن کچھ لوگوں کی مغفرت اس رات بھی نہیں ہوتی ان میں سے ایک مشاحن یعنی کینہ پرور ہے۔

اصلاح ذات البین یعنی لوگوں کے درمیان صلح کرانا

ایک حدیث کے اندر آتا ہے کہ کیا میں تمہیں ایسی بات نہ بتاؤں جو (نفلی) نماز،روزوں اور صدقے سے افضل ہے پھر فرمایا: اصلاح ذات البین۔لوگوں کے درمیان صلح کرنا۔پھر فرمایا کہ لوگوں کے درمیان فساد کرنا،لڑائی جھگڑا کرانا آدمی کے دین کا صفایا کر دیتا ہے(وھی الحالقہ۔۔)۔

جھگڑوں میں شیطان کو بہت دلچسپی ہوتی ہے۔اس لیے قرآن میں جہاں بھی اخلاق حسنہ کا ذکر ملتا ہے اس کے فوراً بعد شیطان سے پناہ مانگی گئی ہے۔

حضور ﷺ نے ایک حدیث کے اندر فرمایا کہ مجھے لیلۃ القدر بتادی گئی تھی میں مسجد میں آیا تو دیکھا کہ دو شخص جھگڑا کر رہے ہیں تو ان کے جھگڑے کی وجہ سے وہ مجھے بھلادی گئی۔

باہمی تعلقات میں بہتری کیلئے رویوں میں تبدیلی کی ضرورت ہے کیونکہ رویے ہی لوگوں کو ایک دوسرے کے قریب کرتے ہیں اور رویے ہی لوگوں کو ایک دوسرے سے دور کرتے ہیں۔اس کے علاوہ:

گروہی سیاست سے مکمل اجتناب

فضول بحث سے گریز

بدگمانی سے پرہیز

زبان کے استعمال میں احتیاط

ہر معاملے میں حکمت کالحاظ

ہمیشہ انصاف پر مبنی معتدل بات کرنا

دین خیر خواہی کا نام ہے(الدین النصیحہ)یعنی ہر ایک کے ساتھ خیر خواہی کرنا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔آمین